# آرزوئے محبت

صدف آصف

صدف آصف

# آرزوئے محبت

"آنٹی.... ممانے اپنے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر کے کنڈی لگالی ہے، میں نے بہت ناک کیا مگر وہ کوئی جواب ہی نہیں دے رہیں۔" ننھی سی اجالا نے پریشان ہو کر فرح کا دامن تھام کر کہا۔

"ارے بیٹا اچانک کیا ہو گیا' سب خیر تو ہے؟" فرح نے پریشان ہو کر اپنی بلڈنگ میں رہنے والی اس پیاری سی بچی سے پوچھا۔

"مجھے... نہیں... پتا... وہ سامنے والی نوشابہ آنٹی ہیں نا' غصے میں ہمارے گھر آئیں' پتا نہیں کس بات پر ان کی مما سے لڑائی ہوئی۔ ان کے جاتے ہی مما نے خود کو کمرے میں بند کرلیا۔" اجالا نے اٹک اٹک کر بتایا۔

"اچھا... چلو... میں چل کر دیکھتی ہوں۔" فرح نے حیرانی سے کہا اور پھولے گالوں اور سرخ ہونٹوں والی پیاری سی بچی کو تھپکا۔

"جی۔ چلیں۔ سنی بھیا کرکٹ کھیل کر واپس آئے... تو وہ بھی بہت دیر تک دروازہ ناک کرتے رہے' مگر مما کوئی جواب ہی نہیں دے رہیں' بھیا نے ہی پریشان ہو کر مجھے آپ کے پاس بھیجا۔" اجالا یہ سب بتاتے ہوئے رو دی' فرح کو اس روتی بچی پر ترس آیا' فوراً" چمٹالیا۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کہ مسئلہ کیا ہے؟" فرح سوچتی ہوئی اپنے فلیٹ کا دروازہ بند کرکے اس کے ساتھ باہر نکل گئی۔

سیکنڈ فلور کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ پریشان ہوتی رہی۔ اوپر پہنچی تو زنیرا کے فلیٹ کے باہر سنی کو دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا پایا۔ فرح ان کے ساتھ گھر میں داخل ہوئی۔ زنیرا کے بیڈ روم کے دروازے پر دستک دی' مگر کوئی جواب نہ آیا۔ اس نے کان لگا کر سننا چاہا۔ کوئی آواز سنائی نہیں دی' وہ اب کنفیوز ہونے لگی۔

"آخر زنیرا کے ساتھ ایسا کیا ہوا؟ نوشابہ تو اس کی کالج کے زمانے کی دوست ہے۔ دونوں کے اتنے اچھے تعلقات رہے ہیں' ان فیکٹ دونوں گھرانوں کا ایک دوسرے کے یہاں ہر وقت کا آنا جانا تھا' پھر ایسا کیا ہوا جو نوبت لڑائی تک آپہنچی۔" فرح نے خود کلامی کی۔

"آنٹی... پلیز... مما کو کہیں نا... وہ دروازہ کھول دیں۔" سنی نے اسے ہلایا تو وہ اپنی سوچوں سے باہر آئی۔

"اچھا... بیٹا... کچھ کرتے ہیں۔" فرح نے اسے تسلی دی۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔

وہ سنی کے ساتھ دوڑی دوڑی واپس اپنے گھر گئی اور سیل فون اٹھا لائی۔

"چلو... تمہاری مما کا نمبر ملاتے ہیں۔" اس نے اپنی پھولی ہوئی سانسوں پر قابو پاتے ہوئے کہا اور زنیرا کا نمبر ملایا۔

انہوں نے کمرے کے دروازے پر کان لگا دیے۔ اندر سے ہلکی ہلکی بیل جانے کی آواز آئی۔ دونوں بچے امید بھری نظروں سے دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔

"شکر ہے بیل تو جارہی ہے۔" فرح کو تسلی ہوئی۔

"زونی... پلیز... فون... اٹھاؤ..." فرح نے خود کلامی کی۔ فون مسلسل بج رہا تھا' مگر کال ریسیو نہیں کی گئی۔ اس نے چار پانچ بار ٹرائی کیا' مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا' تھک ہار کر دونوں بچوں کو لے کر ٹی وی لاؤنج کے صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔

"بیٹا... لگتا ہے کہ کسی کو بلوا کر تالا تڑوانا پڑے گا' یہ بتاؤ تمہارے پاپا کب تک آئیں گے؟" فرح نے کچھ سوچ کر پوچھا۔ وہ کسی کے گھر میں اتنی مداخلت کرتے ہوئے ڈر رہی تھی' مگر یہاں مسئلہ ایک انسانی جان کا بھی تھا۔

"فرح آنٹی... پاپا تو ایک میٹنگ کے لیے آفس کی طرف سے اسلام آباد گئے ہوئے ہیں۔" اجالا نے ہونٹ لٹکا کر بڑی معصومیت سے بتایا۔ اچانک اس کا موبائل بج اٹھا' وہ سب چونک اٹھے۔

"ارے... یہ تو زنیرا کا فون ہے۔" اس نے جلدی سے کال ریسیو کی' بچے بے قراری سے اسے ماں سے بات کرتا دیکھ رہے تھے۔

"زونی... سنو ہاں... میں نے ہی تمہیں فون کیا تھا' میں یہیں ہوں' پلیز دروازہ تو کھولو۔" فرح شاید اسے کچھ سمجھانے کی کوشش کررہی تھی' بچے یوں سننے لگے جیسے بے جان مورت بن گئے ہوں۔

"دیکھو' جو بھی مسئلہ ہے بیٹھ کر بات چیت سے سلجھایا جاسکتا ہے' یوں بچوں کو پریشان کرکے تمہیں

کیا مل جائے گا۔" فرح نے اسے سمجھاتے ہوئے ڈانٹ پلائی۔ آخر اس پر فرح کی نرمی اور گرمی کا اثر ہوا۔

ٹھک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا' دونوں بچے بھاگ کر ماں سے لپٹ گئے' زاروقطار رونے لگے' زنیرا بھی گھٹنوں کے بل بیٹھی ان کو اپنے سے چمٹائے روئے جارہی تھی۔

فرح نے بڑی تگ ودو کے بعد ان سب کو الگ کیا۔ پانی پلایا' اجالا اور سنی کو ان کے کمرے میں بھیجا' خود زنیرا کے کچن میں جاکر دو کپ چائے بنائی' اور اس کے قریب صوفے پر بیٹھ گئی' وہ جانے کن سوچوں میں کھوئی ہوئی تھی' اس کے برابر میں بیٹھنے پر بھی نہ چونکی۔

"زونی... کیا ہوا ہے؟" فرح نے ہمدردی سے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ ایک دم اس کے گلے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ فرح کے ہاتھ پاؤں دوبارہ پھول گئے۔ آخر دل کی بھڑاس نکل گئی تو وہ تھوڑی نارمل ہوئی۔

"فرح بھابھی... آپ کو میرے رویے سے بڑی الجھن ہورہی ہے نا' آپ ساری بات جاننے کے لیے بے قرار ہوں گی؟" زنیرا نے چائے کا گھونٹ بھرا اور خلاؤں کو تکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں... تم نے بالکل صحیح سمجھا کو کہ ایک ہی جگہ رہنے کی وجہ سے ہم میں خاصی بے تکلفی ہے' پر تم نے کبھی اپنے دل کی بات مجھ سے نہیں کی یہ اور بات ہے کہ میں نے ہمیشہ تمہاری ہنسی کے پیچھے چھپے دکھ کو پہچانا۔ اب اگر تمہاری منشا ہو تو اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرسکتی ہو۔" فرح نے اپنائیت سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تو حیرت سے اچھل پڑی۔ زونی کی گوری گوری

کلائیاں سرخ گلاب اور سفید موتیے کے گجروں سے سجی ہوئی تھیں۔

"یہ... یہ؟" فرح نے پوچھا تو وہ اذیت سے گلاب کی پتیاں نوچتے ہوئے مسکرادی۔ "یہ ہی تو میری ذلت کی وجہ ہے' معصوم سی خواہش پوری کرنے کی تگ ودو میں اپنے اوپر خطاکار کا لیبل لگوالیا' غلطی بھی میری تھی۔" زنیرا نے نگاہیں چراتے ہوئے کہا۔ فرح کا ذہن اب کافی منتشر ہوچکا تھا۔ وہ جلد از جلد یہ عقدہ حل کرنا چاہتی تھی۔

"زونی... مجھے کچھ سمجھتی ہو تو... مجھ سے وہ ساری باتیں شیئر کرو' جن کی وجہ سے تمہارے اور نوشابہ کے بیچ جھگڑا ہوا۔" فرح نے زچ ہو کر کہا۔

"ہاں... مجھے بھی آج ایک ہمدرد کی ضرورت ہے جس سے میں اپنے دل کی باتیں کہہ سکوں' میری برداشت بھی جواب دے چکی ہے۔" زنیرا نے اپنے سنہری بالوں کو سمیٹ کر جوڑے کی شکل دی' فرح نے اسے بغور دیکھا' وہ اس بلڈنگ کی سب سے خوب صورت عورت تھی' گلابی رنگت پر بڑی بڑی سرمئی آنکھیں' جن پر چھائی اداسی ہر ایک کو اپنی طرف راغب کرتی' متناسب خدوخال' وہ بلا کی پرکشش تھی۔

"پہلے... تو یہ بتاؤ کہ تم نے اپنے آپ کو کمرے میں کیوں بند کیا؟" فرح نے وہ سوال پوچھ ہی لیا جو اس کے ذہن میں کلبلا رہا تھا۔

"نوشابہ نے اجالا کے سامنے مجھ پر جو الزامات لگائے' اس کے بعد میرا حوصلہ ہی نہیں ہوا کہ اپنی بیٹی سے نگاہیں ملاسکوں' بچوں کا سامنا کرسکوں' یہ تو آپ کی بروقت آمد ہوئی تو بڑی مشکل سے خود کو باہر آنے کے لیے قائل کیا۔" زنیرا پھر کھونے لگی۔

"کیا مطلب نوشابہ نے تم پر الزامات لگائے؟ وہ تو تمہاری اچھی دوست تھی' پھر جھگڑا کیوں ہوا؟ آخر ایسی بھی کیا بات ہوگئی جو... یوں...؟" فرح کے اندر کے تجسس نے اسے چین نہیں لینے دیا۔ جلدی جلدی سوال کی بھرمار کردی۔

"اچھا... تو سنیں' میرے شوہر عمران اوصاف کی زندگی میں ایک اور عورت ہے۔" وہ اذیت سے آنکھیں میچ کر بولی' اس کے انکشاف پر فرح نے اسے

دہل کر دیکھا۔ اتنے سال ساتھ رہنے کے باوجود ان لوگوں کو اس بات کا پتا نہیں چل سکا۔

"ک۔۔۔ کیا۔۔۔ مطلب' تم عمران بھائی کی دوسری بیوی ہو؟" وہ ہکلائی۔

"نہیں۔۔۔ میں ان کی پہلی اور اکلوتی بیوی ہوں' مگر رشنا ان کی محبت ہے۔۔۔ جس کے پاس وہ اسلام آباد دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں۔" زنیرا نم آنکھوں کے گوشوں کو انگلی سے پونچھنے لگی۔

"مگر۔۔۔ وہ اجالا تو کہہ رہی تھی کہ۔۔۔ پاپا۔۔۔ آفس کے کام سے گئے ہوئے ہیں۔" فرح کو یقین نہیں آیا تو تصدیق چاہی۔

"جی۔۔۔ بچوں سے یہ بات چھپائی گئی ہے۔۔۔ کیا کروں۔۔۔ سچ بتا کر ان کے دماغ میں ابھی سے باپ کے خلاف گرہ ڈال دوں؟ میں اپنے بچوں کی شخصیت کو بٹا ہوا نہیں دیکھنا چاہتی ہوں۔" زنیرا کا لہجہ تھکا تھکا سا تھا۔

"یہ۔۔۔ رشنا۔۔۔ کون ہے؟" فرح نے دانت کچکچا کر رشنا کہا' اسے زونی پر بہت ترس آیا۔

"رشنا۔۔۔ عمران کی کزن ہے' مجھ سے شادی سے قبل ان کی انگیجمنٹ ہوئی تھی' وہ ایک دوسرے کو بہت چاہتے تھے' اچانک دونوں کی فیملی میں زمین کے تنازعہ پر جینا مرنا ختم ہو گیا۔ یوں عمران کے گھر والوں نے رشنا سے رشتہ بھی ختم کر دیا۔ وہ بہت روئے پیٹے مگر ان کو خاندان کی عزت کا واسطہ دے کر خاموش کرا دیا گیا۔

میری مرحومہ ساس نے جلد ہی عمران کے لیے لڑکی تلاش کرنے کی مہم شروع کر دی۔ میں اور میری منجھلی نند شازیہ ایک ہی کالج میں پڑھتے تھے۔ آنٹی ایک دن کسی کام سے وہاں آئیں تو مجھ سے ملاقات ہوئی' انہیں میری خوب صورتی نے بہت متاثر کیا۔ رشتہ لے کر ہمارے گھر پہنچ گئیں۔ عمران سب کو پسند آ گئے' تھوڑی چھان بین کے بعد ہاں کر دی گئی۔ یوں میری ان سے شادی طے ہو گئی۔ عمران کی پروجاہت شخصیت اور میری سہیلیوں کی گدگداتی باتوں نے میرے دل کی دنیا بدل دی۔ آنکھوں میں پیا ملن کے خواب سجائے میں عمران کی زندگی میں شامل ہوئی۔"

"اچھا تو۔۔۔ عمران بھائی کیسے نکلے؟" فرح کا تجسس عروج پر تھا۔

"ویسے تو شادی کے بعد میں نے ان میں کوئی کمی نہیں پائی سوائے محبت کے' وہ اس معاملے میں عجیب خشک مزاج آدمی ثابت ہوئے' انتہا سے زیادہ خشک مزاج' میرے ساتھ ان کا رویہ اکھڑا اکھڑا سا رہا' مگر ایک چیز بڑی امیزنگ لگی۔" زنیرا نے پھیکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائی اور فرح کو دیکھا۔

"اچھا۔۔۔ وہ کیا؟" فرح کی محویت ٹوٹی۔

"عمران کی اپنی ذات سے محبت۔۔۔" وہ ایک دم بے چینی سے بولی۔

"اپنی ذات سے محبت۔۔۔ کیا مطلب میں سمجھی نہیں؟" فرح نے کنفیوز ہو کر اس سے سوال کیا۔

"شادی کے چند دنوں بعد میں ڈریسنگ ٹیبل پر اپنی کاسمیٹکس سجانے لگی تو وہاں پہلے ہی کافی ساری مردانہ کریموں کو رکھا دیکھ کر حیران رہ گئی۔ "یہ کون استعمال کرتا ہے؟" میں نے چھوٹی نند سامیہ سے پوچھا۔

"ہمارے عمران بھائی۔۔۔ بھابھی! ایک بات یاد رکھیے گا' وہ اپنی اسکن کے بارے میں بہت حساس واقع ہوئے ہیں۔ اس لیے ان کی کوئی بھی چیز یہاں سے نہیں ہٹائیے گا۔" اس نے بڑے فخر سے بتاتے ہوئے مجھے تنبیہہ کی تو میں نے گھبرا کر اپنی چیزیں واپس لے جا کر دراز میں رکھ دیں۔

"اچھا۔۔۔ ایک بات اور بھائی صفائی کے معاملے میں بھی بہت کانشس ہیں۔ اگر کوئی ان کا تولیہ استعمال کر لے تو وہ بری طرح سے چڑ جاتے ہیں۔" سامیہ نے باہر جاتے ہوئے پلٹ کر کہا تو میں نے گھبرا کر وہ تولیہ رکھ دیا' جس سے ہاتھ پونچھنے والی تھی۔ شروع میں ہی ایسی باتیں سن کر مجھ پر ایک رعب طاری ہو گیا۔ میں ایک دم الرٹ پوزیشن میں رہنے لگی۔ خیر زندگی معمول کی طرف بڑھنے لگی۔

جلد ہی مجھے اندازہ ہو گیا کہ انہیں مجھ سے ذرا سا

بھی لگاؤ یا محبت نہیں، بلکہ وہ مجھے بے عزت کرنے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔

"زنیرا... زنیرا... یہ میرے تکیہ پر دھبہ کیسا ہے؟" عمران نے سفید غلاف کو چٹکی سے پکڑ کر میرے سامنے لہرایا، چیخ کر بولے۔ ان کا منہ اس وقت غصے سے لال ہو رہا تھا۔

"جی... وہ بالوں میں تیل لگایا تھا، غلطی سے سر کے نیچے آپ کا تکیہ رکھ لیا۔" میں نے بالوں میں ڈھیر سارا تیل لگا کر مساج کیا تھا، بے خیالی میں ان کا تکیہ رکھ کر ہی لیٹ گئی۔

"اٹھو..." میں جو بستر پر سونے کے لیے لیٹ چکی تھی، سنی ان سنی کر رہی تھی۔

"سنا نہیں میں نے کیا کہا... اٹھو۔" میں ان کے انداز پر ڈر کر بستر سے باہر نکل آئی۔

"جاؤ... اس کو ابھی دھو کر ڈالو، آئندہ خیال رکھنا۔" ان کے انداز میں اتنی حقارت تھی کہ میرا دل ہی ٹوٹ گیا۔ واش روم میں تکیہ کا غلاف دھوتے ہوئے میرے آنسو بہہ نکلے۔ یہ ہی بات آرام سے بھی بتائی جا سکتی تھی، مگر ان کے دل کا غبار صرف مجھ پر ہی نکلتا۔

اس طرح کے کئی واقعات آئے دن ہوتے رہتے، ان کی ہر بات میں طنز ہوتا۔ میں اپنے کمرے میں ہی ڈر ڈر کر رہتی کہ کوئی چیز خراب نہ ہو جائے، بستر گندہ نہ ہو جائے یا کسی چھوٹی سی بات پر عمران کا موڈ آف نہ ہو جائے، اس وقت تک مجھے یہ بات پتا نہیں تھی کہ وہ رشنا سے بچھڑنے کا بدلہ گھر والوں کی جگہ مجھ سے لے رہے ہیں۔

ذہن پر پڑنے والے ہر وقت کے پریشر کی وجہ سے میرے سر میں درد رہنے لگا۔ میری عقل حیران تھی کہ یہ کیسا شریک حیات ہے، جسے اپنی بیوی سے رتی بھر بھی لگاؤ نہیں، پر کسی سے کہتی بھی تو کیا؟ سننے والا یہ ہی کہتا کہ نہ تمہارا شوہر مارتا پیٹتا ہے، روپیہ پیسہ کی تنگی ہے، تو پھر کیسی شکایت ہے؟" زنیرا نے ٹھنڈی سانس بھری، تو فرح نے نہ سمجھ میں آنے والے انداز میں اسے دیکھا۔

"او... اچھا... افسوس کی بات ہے، ویسے بظاہر عمران بھائی ایسے لگتے تو نہیں؟" زنیرا کی کتھا سن کر فرح کو افسوس ہوا، پڑوسی ہونے کی وجہ سے اس کا عمران سے اکثر ٹکراؤ ہو جاتا تھا، وہ تو خود اس کی پر اثر شخصیت سے متاثر رہتی، بظاہر تو وہ اسے نرم طبیعت کا ہی لگا، مگر حقیقت کچھ اور نکلی۔

"ہمارے دونوں بچوں کی آمد سے بھی ان کے مزاج پر کوئی فرق نہیں پڑا۔ اچانک سسر کا انتقال ہو گیا، یہ ایسا موقع تھا کہ سارا خاندان امڈ پڑا، اس وقت پہلی بار مجھے رشنا کے بارے میں پتا چلا۔ جب میں نے اپنے شوہر کو اس کے آگے پیچھے ہوتے دیکھا۔

"بھابھی۔ اس رشنا سے عمران بھائی کو بچا کر رکھنا... یہ ان کے پیچھے پاگل ہے۔ اتنی عمر ہو گئی شادی بھی نہیں کی۔ اب دوسروں کا گھر خراب کرے گی۔" میری نند شازیہ نے سارا ملبہ رشنا پر گرایا اور ہنستی جھکتی وہاں سے چلی گئی۔

دونوں خاندانوں کا میل ملاپ کیا ہوا، عمران کی پرانی محبت جاگ اٹھی۔ اب وہ بزنس کا بہانہ بنا کر مہینے دو مہینے میں ایک دو دن کے لیے اسلام آباد کے چکر لگانے لگے۔ میں پوچھتی تو وہ ٹال جاتے۔"

"تم نے ان سے اس مسئلے پر بات نہیں کی۔" فرح نے پوچھا۔

"مجھے آپ کا یوں دوڑ دوڑ کر اسلام آباد جانا اچھا نہیں لگتا ہے۔" میں نے ایک دن تنگ آکر کہا۔ ان کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔

"پلیز... زنیرا۔ میں نے صرف بچوں کی وجہ سے تمہیں رکھا ہوا ہے، ورنہ تین بول بولنا کوئی مشکل بات نہیں۔" عمران کا غرور بھرا لہجہ، میرے دل کو شدید ٹھیس پہنچی۔

اس رات پہلی بار۔ میں نے رشنا کو خوب برا بھلا کہا۔ انہیں یہ بات بہت بری لگی۔ ایک ہفتہ منہ پھلائے رکھا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک عجیب روٹین بنالی، آفس سے ان کی واپسی رات گئے ہوتی،

اکثر تو میں انتظار کرتے کرتے سو جاتی۔ میں نے کیا پہنا، کیسی لگ رہی ہوں، کیسا پکایا، ان کو ایسی باتوں سے کوئی مطلب نہیں تھا، میرے معاملے میں وہ جیسے پتھر بن گئے۔" زنیرا ایک دم گلوگیر لہجے میں بولی۔ فرح کا دل بھی دکھ گیا۔ وہ اس کو تسلی دینے لگی۔

"اوہ... یہ تو بہت غلط بات ہے۔" فرح نے ٹھنڈی سانس بھری۔

"میں انہیں رشنا کے چنگل سے نکالنا چاہتی تھی، خود پر خصوصی توجہ دینے لگی، عمران کے ارد گرد گھومتی، بہت برداشت سے کام لیتی، پر سب بے کار، عمران کی زندگی میں صرف ایک عورت تھی، رشنا۔ دونوں گھنٹوں فون پر باتوں میں مشغول رہتے۔ میں تھک ہار کر خاموش رہنے لگی۔"

"یہ تو بڑا ظلم ہے۔" فرح نے اظہار افسوس کیا۔

"آپ بھی ایک عورت ہیں، جانتی ہوں گی کہ عورت کے لیے شوہر کی محبت اور توجہ کیا معنی رکھتی ہے مگر وہ..." اس کی خوب صورت سرمئی آنکھیں گلابی ہو کر اور دلکش لگنے لگیں۔ رخساروں پر بہتے آنسو، فرح کو عمران کی بد قسمتی پر افسوس ہونے لگا، جو اتنی اچھی بیوی کو اپنے پیار سے محروم رکھے ہوئے تھا۔

"عمران بھائی کو رشنا اتنی عزیز تھی تو اس سے شادی... میرا مطلب ہے۔ ایسے صرف دوستی رکھنا؟" فرح نے بڑی مشکل سے یہ سوال کیا۔

"شادی نہ کرنے کی دو وجوہات تھیں۔ ایک تو یہ کہ وہ کتنے خود پرست ہیں۔ ان کو جو محبت کا چارم اور خصوصی توجہ مل رہی تھی، وہ ختم ہو جاتی، دوسرے اس بات کا ابھی خاندان کے چند لوگوں کو ہی اندازہ ہے۔ عمران میں اتنا حوصلہ نہیں کہ اتنا بڑا قدم اٹھانے کے بعد اپنی برادری والوں کو فیس کر سکتے۔" زنیرا نے وجہ بتائی۔

"چلو... چھوڑو... ہوتے ہیں کچھ لوگ ایسے بھی... جنہیں اچھی چیزوں کی قدر نہیں ہوتی۔" فرح نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی۔

"کبھی میں سوچتی ہوں کہ بھلے عمران مجھے مارتے پیٹتے، مگر اپنے ہاتھوں سے میرے زخموں پر پیار سے مرہم لگاتے تو میں خوشی خوشی ان کے ہاتھوں پٹ بھی جاتی؟" اس نے اتنی معصومیت اور مظلومیت سے کہا کہ فرح کی آنکھیں بھر آئیں۔

"ان کی بے رخی، عدم توجہی مجھے اندر ہی اندر کاٹے جا رہی تھی۔ خاص طور پر جب وہ بچوں سے بھی کھنچے کھنچے رہتے تو مجھے بہت برا لگتا۔ ہم ایک ابنارمل زندگی گزار رہے تھے، مجھے اپنے ہی بچوں پر ترس آنے لگتا۔ اسی وجہ سے جب بھی کسی ڈرامے، فلم یا رشتہ داروں کے گھر جاتی اور پوری فیملی کو یکجا ہنستا کھیلتا دیکھتی تو میرا ڈپریشن بڑھ جاتا، سوچ سوچ کر میں اس معاملے میں جنونی ہونے لگتی ہوں۔ بچے بھی باپ سے کٹے کٹے رہتے ہیں۔ ہمارے گھر کا ماحول بالکل روایتی نہیں تھا۔" زنیرا نے ماتھے پر انگلی رکھ کر کہا اور کچن کی طرف چل دی۔ فرح خاموشی سے اس کی حالت کے بارے میں سوچنے لگی۔ اس دوران وہ ایک ایک کپ چائے اور بنا لائی۔

"ان ساری باتوں کا تمہارے کمرے میں بند ہونے اور نوشابہ سے ہونے والے جھگڑے سے کیا تعلق ہے؟" فرح نے گھڑی پر نظر ڈالی، ابھی اس کو رات کے کھانے کا بھی کچھ کرنا تھا، اسی لیے چائے کا گھونٹ لے کر بولی۔

"اگر میں آپ کو پس منظر نہ بتاتی تو آپ بھی شاید مجھے ہی غلط سمجھتیں۔" زنیرا نے سادگی سے کہا تو فرح نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اچھا جہاں ستیاناس، وہاں سوا ستیاناس اب تو پوری کہانی سن کر ہی جاؤں گی۔" فرح نے مسکرا کر کہا۔

"جب میں شادی کے پانچ سال بعد یہاں شفٹ ہوئی تو اتفاق سے میری ملاقات نوشابہ سے ہوئی۔ وہ میری کالج کی دوست تھی، اس کی شادی مجھ سے پہلے ہوئی تھی۔ ہماری کافی اچھی دوستی تھی اس لیے اس کی پوری فیملی مجھے پہچانتی تھی۔" وہ ماضی میں کھو گئی۔

"ہاں... میں جانتی ہوں۔" فرح نے جلدی سے حامی بھری۔

"بس... شاید نوشابہ کی پڑوسن بننے کے بعد میری تشنگی میں اضافہ ہوا۔ مجھے اپنی زندگی میں ایک بڑے خلا کا احساس زیادہ ہونے لگا۔" زنیرا نے ٹھنڈی سانس بھر کر بتایا۔

"پلیز... زنیرا... اب یہ سسپنس ختم کرو گی؟" اس کے انداز بیاں پر فرح نے جھڑکا اور سامنے لگی وال کلاک میں وقت دیکھا جو بھاگ رہا تھا۔

"جی... میرے ڈرائنگ روم کی کھڑکی اس طرح سے ہے کہ وہاں سے نوشابہ کے گھر کا ٹی وی لاؤنج کا کچھ حصہ نظر آتا ہے اکثر بے خیالی میں میری نگاہ بھٹکتی اور میں منیر بھائی کو نوشابہ کے ساتھ چونچلے کرتے دیکھتی' اکثر وہ آفس سے واپسی پر پھولوں کے گجرے خرید کر لاتے' چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے کبھی کبھی اسے خود ہی پہنا دیتے۔ وہ اپنے بچوں کو گود میں بٹھاتے' پیار سے ان کی معصومانہ باتیں سنتے' چھٹی والے دن اکثر منیر بھائی اپنے بڑے بیٹے کی سائیکل چمکانے میں اس کی مدد کرتے تو میرا دل کرچی کرچی ہو جاتا۔ میں بچوں اور گھر کے بہتر ماحول کے لیے ایک بار پھر عمران کی جانب بڑھی' مگر وہ تو اپنی پرانی محبت کے ماتم میں مصروف تھے۔

"بات... سنیں... کیا آج آپ واپسی پر میرے لیے پھولوں کے گجرے لیتے آئیں گے؟" میں نے ایک دن ہمت کر کے عمران سے فرمائش کی۔

"پاگل تو نہیں ہو گئی ہو... بڑھاپے میں یہ چونچلے۔" عمران نے اوپر سے نیچے تک تمسخر اڑاتی نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

اب میرے پاس عمران سے کہنے کے لیے کچھ نہیں بچا' یہ بھی نہ کہہ سکی کہ تم کیوں اتنے جوان بن کر اسلام آباد دوڑے چلے جاتے ہو' جب کہ اب تو رشنا کی شادی بھی طے ہو گئی ہے۔"

"رشنا کی شادی!" فرح کو ایک اور جھٹکا لگا۔

"جی... اتنے سال سراب کے پیچھے بھاگنے کے بعد شاید ان لوگوں نے عقل کے ناخن لیے اور رشنا کا رشتہ طے کر دیا۔ عمران بڑے چڑچڑاتے ہوئے اسی میں شرکت کرنے گئے ہوئے ہیں۔ بلاوا تو ہم سب کا تھا' مگر میں نے صاف منع کر دیا۔ جس لڑکی کی وجہ سے میں اتنے سالوں دکھوں کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبی رہی۔ میں اس کی خوشیوں میں کس دل سے شرکت کرتی۔" وہ صاف گوئی سے بولی۔

"اوہ... چلو سر سے بلا تو ٹلی۔" فرح نے سکون کا سانس لیا۔

"پتا ہے... میں برسوں سے ایسی زندگی کے خواب دیکھتی آ رہی تھی۔ جیسی منیر بھائی اور نوشابہ گزار رہے تھے۔"

"تم... ان لوگوں کو دیکھ دیکھ کر جلتی بھنتی رہتی تھیں۔" فرح کو اس کی کہانی کا یہ موڑ کچھ عجیب لگا۔ اس نے مجرموں کی طرح سر ہلایا۔

"یہ کوئی اچھی بات نہیں' پر ایک اعتراف کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے اپنا معمول بنا لیا تھا' جب بھی منیر بھائی آفس سے واپس آتے میں اس کھڑکی سے ان دونوں کو دیکھتی۔ آپ یقین مانیں میری کوئی بری نیت نہ تھی اور نہ ہی دل میں کبھی منیر بھائی کے حوالے سے کوئی برا خیال آیا' میں تو ان دونوں کا بہت احترام کرتی تھی بس وہ مجھے دنیا کے سب سے پرکشش مرد دکھائی دیتے۔" زنیرا نے کھڑکی کی طرف بغور دیکھا جو اب بند تھی۔

"زونی... جو باتیں تم کر رہی ہو' وہ کوئی بھی سنے گا تو تمہیں غلط ہی سمجھے گا۔ کسی نامحرم کے لیے اتنی پسندیدگی کوئی اچھے معنوں میں نہیں آتی۔" فرح نے اس کو ڈرایا۔

"میں بتا تو رہی ہوں۔ منیر بھائی کے لیے میرے جذبات پاکیزہ اور بے غرض تھے۔ جیسے کوئی اچھی چیز آپ کو بھاتی ہے' ویسے ہی وہ مجھے اچھے لگتے۔" زنیرا نے اپنے کٹاؤ دار ہونٹوں کو چباتے ہوئے صفائی دی' مگر فرح کو زور کا جھٹکا لگا۔

"کیا کہہ رہی ہو' زنیرا! منیر بھائی دنیا کے سب سے

"پرکشش مرد؟" فرح نے زنیرا کو یوں دیکھا جیسے اس کی ذہنی حالت پر کوئی شبہ ہو۔

"یقین کیجیے گا' میرے دل میں کوئی برائی نہیں یا یوں کہہ سکتے ہیں اپنے گھر والوں کے ساتھ ان کی محبت اور فکر مندی نے میری نگاہوں میں ان کا رتبہ بلند کردیا۔ کبھی جب میں کوئی اچھی چیز پکاتی تو لے کر جاتی' نوشابہ مجھے چائے پر روک لیتی' بچے بھی ان کے بچوں کے ساتھ کھیلتے ہم کافی وقت وہاں گزارنے لگے۔ ان لوگوں کو میرے ہاتھ کی پکی چیزیں بہت پسند آتیں' خوب تعریف کرتے۔ میں خوش ہوجاتی عمران جیسے خود پسند شخص نے تو آج تک کبھی مجھے نہیں سراہا۔ منیر بھائی کو بھی میرے پکائے ہوئے کھانے پسند آتے' میں تھوڑی سی تعریف پر خوش رہنے لگی' مزید جانفشانی سے کچھ پکا کر ان کے یہاں لے جاتی' مگر اب نوشابہ کچھ کھنچی کھنچی سی رہنے لگی' ہاں منیر بھائی کا رویہ ویسا ہی مشفقانہ سا تھا۔ مجھے نوشابہ کے انداز پر دکھ ہوا۔ اس لیے میں نے وہاں جانا کم کردیا۔" زنیرا نے ایک آہ بھری۔

"اچھا کیا... پھر جھگڑا کیوں ہوا؟" فرح نے بغور دیکھا' وہ انگلیاں مسل رہی تھی۔

"معاملات پرسوں سے بگڑنا شروع ہوئے' میں نے گاجر کا حلوہ بنایا تو خیال آیا کہ نوشی کو پسند ہے بس ایک باؤل اس کے لیے لے گئی' منیر بھائی نے تو خوب واہ واہ کرکے کھایا۔ نوشی البتہ خاموش رہی۔ اگر مجھے اس وقت اندازہ ہوتا کہ اس کے دل میں کسی قسم کے شکوک پل رہے ہیں تو اپنا منہ بند رکھتی' مگر حلوہ کھا کر منیر بھائی نے خوب واہ واہ کی اور پوچھا کیا انعام لوگی؟" زنیرا کی آنکھیں ایک دم بھر آئیں۔

"تم نے کیا کہا؟" فرح کو یقین تھا کہ یہیں کوئی بے وقوفی کی گئی ہے۔

"یقین کریں میں نے ایسا جان بوجھ کر نہیں کہا نہ ہی کوئی غلط ارادہ تھا۔ بس پتا نہیں کیسے بے ارادہ ہی میرے منہ سے نکل گیا اور وہ ہی بات نوشی کے دل پر جا لگی۔" زنیرا مسلسل فرح کا ہاتھ تھامے ایک ہی بات رٹے جارہی تھی' آنسو اس کے حسین رخساروں پر بہنے لگے۔

"ایسا کیا مانگ لیا... بتاؤ نا' تم نے منیر بھائی سے کیا مانگا؟" فرح کو جواب سننے کی بے چینی ہونے لگی۔

"میں نے... ان سے کہا۔" زنیرا کچھ سوچ کر خاموش ہوگئی۔

"ہاں... کیا کہا' پلیز بتاؤ نا۔" فرح بے تابی سے بولی۔

"میں نے ان سے کہا کہ وہ میرے لیے بھی موتیا کے گجرے لے آئیں۔" زنیرا کے چہرے پر شرمندگی کی لالی چھا گئی' اس کی نظریں جھک گئیں' سرخ ہونٹ کپکپا اٹھے۔

"کیا۔ تم نے منیر بھائی سے یہ فرمائش کی؟" نہ چاہتے ہوئے بھی فرح کی چیخ نکل گئی۔

"جی... بس... پتا نہیں کیسے میرے منہ سے یہ بات نکل گئی۔ منیر بھائی لمحے بھر کو چپ رہ گئے' البتہ نوشی کا موڈ سخت آف ہوگیا' اس نے جرح کرنا چاہی' مگر منیر بھائی نے بات ختم کردی' کیوں کہ وہ مجھے اپنی سالی سمجھتے ہوئے ہنسی مذاق میں بات کو اڑاتے وہاں سے چلے گئے۔ میں جب گھر واپس آنے لگی تو نوشی سخت خفا تھی۔" زنیرا ایک دم متوحش ہوکر بولی۔

"تمہاری اس بات پر کیا وہ خوشی سے جھومتی... زونی۔ تمہیں اس بات کا اندازہ ہونا چاہیے کہ اس معاملے میں ہر عورت کا مزاج یکساں ہوجاتا ہے۔" فرح نے اسے سمجھانا چاہا۔

"جی... مجھے بھی لگا کہ میرے منہ سے نکلی بات غیر مناسب ہے' اسی لیے وہاں کبھی نہ جانے کا فیصلہ کیا' مگر غضب یہ ہوا کہ آج جب منیر بھائی نے میری فرمائش پوری کردی تو نوشی تن فن کرتی میرے گھر آئی' اس کے ہاتھ میں اخبار کا ٹکڑا تھا جس میں سے بھینی بھینی گلاب اور موتیے کی خوشبو اٹھ رہی تھی' اس نے کاغذ سے وہ گجرے نکال کر میرے منہ پر دے مارے' اس کے بعد اس نے مجھے بدکردار عورت کا لقب دیا' ایسی عورت قرار دیا جو اس کے شوہر کو پھنسانے کی کوشش

کررہی ہے' اس کے شوہر پر ڈورے ڈالنے والی ناگن کہا' میں نے بہت چاہا کہ اس کی غلط فہمی دور کردوں کہ مجھے اس کے میاں سے کوئی واسطہ نہیں۔ پر وہ میری کوئی بات سننے کو تیار ہی نہ ہوئی' اب آپ بتایئے میں کیا کرتی اپنے بچوں کا سامنا کیسے کرتی؟" زنیرا کے سوال پر فرح اسے دیکھ کر رہ گئی' وہ اسے ایک معصوم سی بچی لگی' بے ریا' بے غرض سی' شفاف آنکھوں والی بچی۔

فرح کا دل میں اندیشے جاگ اٹھے' اس کی محرومیاں آج اسے اس مقام پر لے آئی تھیں کہ وہ اب اپنا تماشا خود بنا رہی تھی۔ اپنے خیالات کی رو میں بہتی ہوئی جس راہ پر چل پڑی تھی' اس کی وجہ سے اس کی شادی شدہ زندگی بھی خطرے میں پڑ سکتی تھی۔

"دیکھو... زونی... میں تمہیں اپنی چھوٹی بہن کی طرح سمجھتی ہوں اس لیے بالکل صحیح مشورہ دوں گی' یہ ٹھیک ہے کہ قسمت نے تمہارے ساتھ کچھ اچھا نہیں کیا' مگر اپنی محرومیوں کے خاتمے کے لیے تم نے جو طریقہ اختیار کیا' اسے کسی طرح بھی ٹھیک نہیں کہا جاسکتا۔ بجائے اس کے کہ تم اپنی اولاد کی طرف راغب ہوکر ان کی محبت میں گم ہوجاتیں۔ تم دوسروں سے پیار اور توجہ کی طلب گار بن گئیں' میری مانو تو یہ پیار اور توجہ تم اپنے بچوں میں ڈھونڈنا شروع کرو' ان کے ساتھ شام کی چائے پیو' ان کو لے کر باہر گھوم پھر آؤ' رشتے داروں میں چلی جاؤ یا گھر میں ان کے دوست جمع کرکے' ان کی خوشیوں کا سامان کرو۔ اگر تمہیں شوہر کی توجہ نہیں مل پارہی تو اس طرح کسی اور کی خوشیوں پر نظر رکھنا اخلاقیات کے خلاف ہے' دنیا میں ہی لوگوں کے ساتھ عجیب و غریب حادثے ہوتے ہیں' تم بھی اسے زندگی کا ایک حادثہ سمجھ کر نظر انداز کرو۔ اپنے جوان ہوتے بیٹے کو اپنا سہارا بناؤ... کیوں کہ تم جس راہ پر چل رہی ہو' وہ اپنے آپ کو دھوکا اور فریب دینے والی بات ہے۔" فرح نے بڑے پیار سے زنیرا کو سمجھایا' اس کے موٹی ہاتھوں میں پہنے گجرے نرمی سے اتارنے لگی۔ اس کی ساری پتیاں پہلے ہی جھڑ چکی تھیں۔

"دیکھو... زنیرا... یہ مانگے کی توجہ وقتی ہوتی ہے' جیسے شروع ہوتی ہے ویسے ہی ختم ہوجاتی ہے' دیرپا ثابت نہیں ہوتی' بالکل ان پھولوں کی طرح۔" فرح نے زمین پر پتی پتی ہوکر بکھر جانے والے گجروں کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ ٹھیک کہتی ہیں... میں خود بھی یوں بھاگتے بھاگتے بہت تھک گئی ہوں۔ اب خود کو مضبوط بناؤں گی' سراب کے پیچھے بھاگنے سے بہتر' حقیقتوں کا سامنا کرنا ہے' ویسے بھی اب میری زندگی تو ختم ہو ہی گئی ہے۔ میں اپنے بچوں کی تشنگی اور پیاس مٹانے والی ہستی بن جاؤں گی۔" زنیرا نے سر ہلا کر یقین دہانی کرائی۔

"ایک بات اور یاد رکھو... پرندہ دن بھر کتنا بھی آسمان کی وسعتوں میں اڑتا ہے' رات گئے لوٹ کر اپنے گھر ہی جاتا ہے۔ عمران بھائی کو بھی اس بات کا ادراک جلد ہی ہوجائے گا' وہ تم لوگوں کی طرف ضرور لوٹیں گے۔" فرح نے وہاں سے گھر جانے کے لیے اٹھتے ہوئے امید کی شمع روشن کرکے اس کے ہاتھ میں تھمادی' زنیرا اس کے گلے لگ گئی۔

فرح اس سے اجازت طلب کرکے اٹھی' سامنے سے منیر احمد بھی کہیں جانے کے لیے اپنے فلیٹ کے دروازے سے باہر نکل رہے تھے' کالے بھجنگ' ناٹے سے قد اور گھنگھریالے بالوں والے منیر کو فرح نے نظر بھر کر دیکھا "ایسا کیا ہے' اس بدصورت آدمی میں جو زنیرا جیسی حسین موی گڑیا... ان سے اتنا متاثر ہے۔" فرح نے خود سے سوال کیا۔

"ارے... میرا بچہ... سیڑھیاں اترتے ہوئے تھک جائے گا' آجا... آجا... پاپا کی گود میں۔" چھوٹا سا راحیل باپ کی پکار پر لپک کر ان کی گود میں چڑھ گیا' منیر بھائی نے اس کا منہ چوم لیا۔ فرح نے بغور دیکھا' محبت کی ایسی پیاری چمک ان کے چہرے سے پھوٹ رہی تھی کہ فرح کی آنکھیں بھی خیرہ ہونے لگیں۔ سچ تو ہے انسان کا کردار اس کے چہرے سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان کے اندر کی محبت' نرمی اور پیار نے منیر بھائی جیسے عام سے انسان کو خاص بنادیا۔